حضور تاج الشریعہ کی یادیں

مولانا ریاض المصطفیٰ اعظمی

خلیفہ حضور تاج الشریعہ نبیرہ حضور محدث کبیر
حضرت مفتی ریاض المصطفیٰ اعظمی صاحب کا یہ
خطاب مجلہ تاج الشریعہ کانفرنس کراچی سے لیا گیا ہے
جہاں اسے تحریری شکل میں پیش کیا گیا ہے

حضور تاج الشریعہ کی یادیں

مولانا ریاض المصطفیٰ اعظمی

الحمد لله، الحمد لله رب العالمین. و الصلوة و السلام علی سید الانبیاء و المرسلین و علی اله و اصحابه اجمعین. اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا تو ان کے درجات رکھے۔ سب کو ایک مرتبہ کا پیدا نہیں فرمایا۔ بعض لوگوں کو بعض پر فوقیت عطا فرمائی۔ اسی طرح علماء کے طبقہ میں اللہ تعالیٰ نے تفاوت فرمایا۔ ہر ایک عالم کو وہ مقام و مرتبہ اور پذیرائی حاصل نہیں جو دوسرے کو ہے۔ ہر ایک کا مرتبہ الگ ہے۔ بعض وہ علماء ہوتے ہیں جن کو عوام میں تو مقبولیت ہوتی ہے مگر علماء میں ان کی کوئی خاص پذیرائی نہیں ہوتی۔ بعض وہ علماء ہوتے ہیں جن کا اچھا اثر و رسوخ علماء کی بارگاہ میں تو ہوتا ہے مگر عوام کے اندر ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مگر اللہ سبحانہ تعالیٰ بعض علماء کو خواص و عوام دونوں میں مقبولیت عطا فرماتا ہے۔ ایسی ہی مقبول شخصیات میں ہمارے حضور تاج الشریعہ بھی ہیں۔ عوام و خواص میں آپ کی مقبولیت پاک و ہند میں بھی نظر آئی، یورپ و افریقہ میں بھی اور عرب ممالک میں بھی دیکھا کہ آپ عوام و خواص میں مقبول تھے۔ میں اپنے مشاہدات سنا دیتا ہوں۔

☆☆

حضرت تاج الشریعہ ۲۰۰۹ء میں ملکِ شام تشریف لائے تھے۔ حضرت اس سے پہلے بھی ایک مرتبہ ملکِ شام تشریف لائے تھے۔ ۲۰۰۹ء میں جب آپ تشریف لائے تو اس وقت علماء کے وفود سے ملاقات ہوتی تھیں۔ حضرت بھی جاتے، وہ بھی حضرت کی بارگاہ میں تشریف لاتے۔

اسی سفرِ شام کے دوران حضرت نے دمشق کے سب سے مشہور قبرستان باب الصغیر کی طرف شدِ رحال فرمایا۔ وہاں بہت سے صحابہ، بہت سے تابعین اور اولیائے کرام کے مزارات ہیں۔ آپ اسی سے اندازہ لگالیں کہ وہ کتنا قدیم قبرستان ہوگا۔ وہاں پر ہمیشہ ہی ہجوم رہتا تھا۔ باب الصغیر قبرستان ہمارے ہاسٹل کے بالکل مدِ مقابل تھا۔ ایک روز ہم لوگ اپنے کمرے میں بیٹھے تھے دوپہر کا وقت تھا، غالباً جمعہ کا دن تھا۔ کچھ لوگ آئے جو باہر کے طلبہ تھے کہنے لگے کہ وہاں باہر رش ہو رہا ہے شاید کوئی عظیم ہستی آئی ہے۔ ہمیں اطلاع نہیں تھی کہ حضرت تشریف لائیں گے۔ ہم نے جب باہر جھانکا تو دیکھا کہ حضرت (تاج الشریعہ) موجود ہیں۔ دوڑے بھاگتے نیچے گئے۔ حضرت سے دست بوسی کی۔ حضرت وہیں باہر ہی فاتحہ فرما رہے تھے۔ حضرت نے فاتحہ پڑھی اور چلے گئے۔

میں سوچنے لگا کہ یہاں پر اتنے مشہور مشہور صحابہ کرام کے مزارات ہیں مگر حضرت باہر سے کیوں فاتحہ پڑھ کر چلے گئے، اندر کیوں تشریف نہیں لے گئے۔ سوچا تو مجھے یہ جواب ملا کہ چونکہ یہ قبرستان اس قدر قدیم ہے کہ جو اس کے اندر راستے بنے ہوئے ہیں یقیناً پرانی قبروں کے اوپر بنے ہوئے ہیں تو اب جو بھی اندر جائے گا وہ قبروں کو روندتا ہوا جائے گا اور شریعت میں اس کا منع ہے۔ تو حضرت کے افعال اگر انسان گہری نگاہ سے دیکھے تو اس کو ایک ایک بات میں شریعت کی پاسداری نظر آئے گی۔ حضرت اس قدر محتاط تھے کہ آپ اس قبرستان کے اندر تشریف نہیں لے گئے بلکہ باہر سے ہی آپ نے فاتحہ پڑھی اور چلے گئے۔

آج ہم لوگ قبرستان جاتے ہیں، ہمارا حال کیا ہوتا ہے کہ اپنے عزیز کی قبر تک پہنچنے کے لیے ہم کسی کی پرواہ نہیں کرتے، دوسروں کی قبروں کو پھلانگ پھلانگ کر آگے چلے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔ انسان تصور کرے کہ کل وہ قبر میں ہوگا اور اس کی قبر کو روندا جائے گا تو اس کو کتنی اذیت ہوگی۔ جب انسان یہ بات اپنے ذہن میں رکھے گا اور اس وقت قبروں کی زیارت کرے گا تو یقیناً وہ اس بے حرمتی کا مرتکب نہیں ہوگا۔

ایسے تھے ہمارے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان جن کی بات بات کے اندر شریعت کی پاسداری نظر آتی تھی۔

☆☆

ہم نے دعویٰ کیا کہ حضرت (تاج الشریعہ) عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح عالمِ عجم کے اندر لوگوں کے قلوب کے پر انتہائی تاثیر رکھتے تھے اسی طریقے سے عالمِ عرب میں ان کا یہ مقام تھا۔ ایک شب حضرت کی قیام گاہ پر ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں دمشق کے بڑے بڑے علماء بلکہ بیرونی علماء بھی تشریف لائے۔

شیخ عبد الجلیل عطا تحقیق کے میدان میں بہت بڑا نام ہے۔ وہ کھڑے ہوئے اور حضرت کا ایسا تعارف بیان کیا کہ گویا معلوم ہوتا تھا کہ یہ حضرت کے مرید ہیں۔ عرب کی بات میں یہ بتا رہا ہوں آپ کو کہ عرب کسی کی علمیت سے اتنی جلدی متاثر نہیں ہوتے۔ مگر حضرت کی وہ ذات تھی کہ ہر ایک آدمی کو اپنا گرویدہ کر لیتے تھے۔ عبد الجلیل عطا نے حضرت کی بہترین انداز میں تعریف فرمائی۔

اتنے میں مفتیٔ دمشق شیخ ابوالفتاح البزم تشریف لے آئے۔ ان کو مائیک دیا گیا۔ وہ ہمارے اساتذہ میں سے بھی ہیں۔ انھوں نے اپنا ایک مشاہدہ بیان کیا کہ حضرت (تاج الشریعہ) عظیم البرکت اور اور ہم (مفتیٔ دمشق) شیخ عبد الرزاق حلبی کی زیارت کے لیے گئے۔ شیخ عبد الرزاق حلبی دمشق کے اکثر علماء کے مشائخ میں سے ہیں اور فقہ میں ان کا یہ مقام ہے کہ ان کو ''امام ابوحنیفہ ثانی'' کہا جاتا تھا۔ شیخ کی عمر زیادہ ہو چکی تھی بولنے سے بالکل معذور تھے، بولتے نہیں تھے۔ شیخ ابوالفتاح بزم کہتے ہیں کہ ہم نے جب شیخ عبد الرزاق اور حضرت تاج الشریعہ کو ملاقات کرتے دیکھا تو وہ ایسے

مل رہے تھے کہ گویا وہ برسوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے دو روحیں آپس میں مل رہی ہیں۔ یہ کیفیت تھی۔ وہ بیان کر رہے ہیں کہ سبحان اللہ ہم نے حضرت (تاج الشریعہ) کو ایسا پایا۔

یہ ایک بہت بڑی بات ہے کہ عالم عرب کے بڑے بڑے مفتیانِ کرام، بڑے بڑے مشائخ عظام حضرت (تاج الشریعہ) عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی عزت کرتے تھے۔

☆☆

ایک شام مفتیٔ دمشق کے بیٹے تشریف لائے، طے پایا کہ حضرت (تاج الشریعہ) کے ساتھ ہم لوگ دمشق کے سب سے بڑے عالم شیخ سعید رمضان البوطی کے پاس ملاقات کے لیے جائیں گے۔ شیخ سعید رمضان بوطی کا پورے عالم عرب میں بڑا نام ہے۔ وہ علم میں اتنے راسخ تھے کہ کوئی ان کے سامنے بیٹھنے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔ عصر کے بعد ہم بھی ہمراہ ہوئے۔ شیخ بوطی کا گھر فلیٹ کے اندر شاہراہ حمرہ پر واقع تھا جو ایک مزدحم اور پتلی سڑک ہے اور ہر وقت گہما گہمی رہتی ہے۔

جب ہم وہاں پہنچے تو شیخ بوطی باقاعدہ لفٹ تک حضرت کو لینے کے لیے خود تشریف لائے حالانکہ پہلے کوئی سابقہ ملاقات اور تعارف بھی نہیں تھا۔ انھوں نے حضرت کو لیا اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔ گفت وشنید ہونے لگی۔ شیخ فرمانے لگے کہ آپ نے کیوں زحمت کی آنے کی میں عنقریب آپ کے پاس آتا۔ یمن کے بہت بڑے داعی حبیب جفری نے مجھے کل فون کر کے بتایا کہ ہند کے سب سے بڑے عالم دمشق آئے ہوئے ہیں آپ جا کر ان سے ملاقات کریں۔ میں آنے ہی والا تھا۔ حبیب علی جفری کا نام تو بہت سے لوگوں نے سنا ہوگا۔ آپ یمن کی بہت بڑی شخصیت ہیں۔ انھوں نے فون کر کے شیخ سعید رمضان بوطی سے کہا کہ آپ حضرت کی بارگاہ میں ضرور حاضر ہوں اس لیے کہ وہ ہند کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ تو شیخ نے کہا کہ میں آنے والا تھا۔ مگر آپ تشریف لے آئے، میں انشاء اللہ ضرور آؤں گا۔ وہاں ایک صحافی تھا جو اس ساری ملاقات کو قلم بند کر رہا تھا۔

پھر حضرت سے عرض کی گئی کہ آپ اپنا مشہور عربی قصیدہ سنائیے۔ حضرت نے قصیدہ کیا سنایا وہ (شیخ) جھوم اُٹھے۔ بہت دیر تک جھومتے رہے۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ کہتے رہے۔ یہ وہی قصیدہ ہے جس کے بارے میں حضور محدث کبیر فرماتے ہیں کہ زمبابوے کی سرزمین پر ایک مسجد کے اندر ایک پروگرام میں حضرت (تاج الشریعہ) نے یہ قصیدہ پڑھا۔ وہاں پر مصر کے ایک شیخ بیٹھے تھے جو سنتے جاتے اور جھومتے جاتے، یہاں تک کہ جب حضرت نے عربی قصیدہ ختم کر لیا تو کہنے لگے کہ "اے شیخ (تاج الشریعہ) آپ اس قصیدہ کو میرے لیے تحریر کر دیں۔" ان کو اس قدر پسند آیا کہ حضرت سے فرمائش کی کہ اس کو تحریر کر دیں کہ وہ اس کو پڑھتے رہیں اور محظوظ ہوتے رہیں۔

حضرت محدثِ کبیر یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت (تاج الشریعہ) سے پوچھا کہ جب آپ زمانہ طالب علمی کے دوران مصر میں تھے تو کیا آپ اشعار کہتے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ ہاں! کہتا تھا۔ محدث کبیر نے پوچھا کہ مصر کے علماء ان اشعار کے بارے میں کیا کہتے تھے۔ تاج الشریعہ نے فرمایا کہ جب وہ علماء سنتے تو کہتے تھے کہ یہ کسی عجمی کا کلام نہیں ہوسکتا۔ عربی ادب میں وہ مہارت تامہ حضرت کو حاصل تھی۔ ایک تو عربی ادب، دوسرا اس کو اوزان وقوانی پر اصول کے مطابق ڈھالنا، پھر اچھوتے مضامین کا انتخاب کرنا، یہ آسان اور معمولی بات نہیں ہے۔ انسان اپنی زبان میں تو کر سکتا ہے مگر جو پرائی زبان ہو جس کو وہ سیکھتا ہے اس میں اتنا عبور حاصل کر لینا یہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ مگر حضرت (تاج الشریعہ) تھے کہ جس زبان پر آپ نے نگاہ ڈالی ہے اس کو اچھی طریقہ سے اتقان تک تک پہنچایا۔ چاہے فارسی ہو، اُردو ہو، انگریزی ہو یا عربی ہو۔ بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔

وہ قصیدہ جب شیخ سعید رمضان بوطی نے سنا تو وہ جھومتے رہے۔ اور بھی کئی ایک باتیں ہوئیں۔ پھر اس کے بعد یہ ایک عجیب منظر تھا۔ جب رخصت کا وقت ہوا تو شیخ سعید رمضان بوطی حضرت کو رخصت کرنے اوپر گھر سے نیچے عمارت کے باہر تک تشریف لائے۔ یہ منظر قابل دید تھا۔ اب آپ شاہراہ کا تصور کیجیے کہ وہ تنگ اور اس قدر مزدحم شاہراہ کہ جہاں اگر ٹریفک رک جائے تو سڑک جام ہوجائے۔ وہاں جب حضرت تاج الشریعہ اور شیخ بوطی اُترے تو لوگ حضرت تاج الشریعہ کو دیکھ کر ٹھہر گئے۔ پورا ٹریفک رُک گیا۔ مگر کسی کی مجال نہیں تھی کہ وہ ہارن دے دے۔ سب محوئے دید ہیں کہ سبحان اللہ یہ کیا چہرۂ منیر ہے، جس کا جلوہ جھلک رہا ہے۔ اب کہنا پڑے گا کہ یہ وہی آب وتاب تھی جو حضور حجۃ الاسلام کے چہرۂ انور پر تھی کہ جو دیکھ لیتا آپ کا گرویدہ ہوجاتا۔ کتنے لوگوں نے آپ کو دیکھا اور اسلام قبول کر لیا۔ بے شک حضرت ایسے ہی تھے کہ جتنے لوگوں نے حضرت کو دیکھا اسلام کے دائرہ میں داخل ہوگئے۔ وہ جلوہ جلوۂ حجۃ الاسلام تھے۔

عرب کے اندر ایسی پذیرائی کا ملنا کیا یہ رنگ رنگِ اعلیٰ حضرت نہیں ہے۔ جب حرمین طیبین کی سرزمین پر اعلیٰ حضرت پہنچے تو کس طرح علماء نے انھیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اجازات آپ سے طلب کیں۔ اسی طریقہ سے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ والرضوان جب عرب میں تشریف لے گئے، وہاں کے علماء نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا، آپ سے سندیں لیں۔

☆☆

ایک دن مغرب کے وقت ہم لوگ حضرت کی قیام گاہ پر موجود تھے۔ اتنے میں عراق سے تعلق رکھنے والے شیخ صباح تشریف لائے۔ ہمارے کچھ لوگ جو عراق میں رہ چکے تھے ان سے شیخ کا تعارف تھا۔ شیخ کا ان سے سامنا ہونے پر شیخ کہنے لگے کہ سبحان اللہ حضرت آئے ہوئے ہیں اور آپ لوگوں نے مجھے خبر نہیں دی۔ اس طرح انھوں نے غصہ کا اظہار کیا۔ وہ شیخ زینبیہ کے علاقہ میں رہتے تھے اسی شاہراہ پر حضرت کی رہائش گاہ تھی۔

شیخ کہنے لگے کہ بہرحال میں یہاں کس طرح آیا یہ میں تم کو بتا دوں۔ میں یہاں سے گذر رہا تھا تو میں

دیکھ رہا تھا کہ اس گھر پر انوار اور غفران کی بارشیں ہو رہی ہیں۔ تو میں اس گھر میں آ گیا تو معلوم ہوا کہ حضور تاج الشریعہ یہاں پر جلوہ گر ہیں۔ پھر شیخ نے وہاں مغرب کی نماز کی امامت فرمائی اور ہم لوگ اس نمازِ باجماعت میں شامل ہوئے۔ تو حضرت تاج الشریعہ کی شخصیت ایسی تھی کہ جو جتنی نگاہ کا مالک ہوتا اس قدر حضرت کو پہچان لیتا۔

☆☆

ہمارے ایک کلاس فیلو شیخ سید علی فرشیشی تیونس کے رہنے والے تھے۔ ان کا علم میں بہت اعلیٰ مقام تھا۔ یہاں تک کہ اپنے معہد میں جہاں ہم پڑھتے وہاں ہزار سے زائد طالب علموں میں پہلی پوزیشن ان کی آتی تھی۔ اس قدر وہ لائق فائق تھے اور وہ اس قدر عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے سبحان اللہ کہ ان کے پاس حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے متعدد تبرکات تھے۔ یہاں تک کہ میں نے ان تبرکات کی زیارت کی تو میں نے دیکھا کہ کھجور کی گٹھلیاں جمع کی ہوئی ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ نے یہ کھجور کی گٹھلیاں کیوں جمع کی ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ مدینہ شریف کے کھجوروں کی گٹھلیاں ہیں ان کا میں یہ احترام کرتا ہوں کہ ان کو پھینکتا نہیں ہوں۔ جب مدینہ شریف جاؤں گا تو وہیں دفن کروں گا۔ وہ ایسے عاشق رسول تھے۔

ملک شام سردی کے موسم میں مسلسل بارشیں ہوتی ہیں اور کئی کئی دن تک بارشیں ہوتی رہتی ہیں مگر گرمیوں میں بارش ہونا یہ شاذ و نادر بات ہے۔ گرمیوں میں عام طور پر وہاں بارش نہیں ہوتی۔ حضرت تاج الشریعہ تشریف لائے تو گرمیوں کا موسم تھا۔ حضرت ابھی تشریف نہیں لائے تھے اور ہم نے پہلے ہی سے حضرت کے آنے کا چرچا کر دیا تھا۔ ایک روز دوپہر کا وقت تھا بادل گرجنے لگے۔ تو شیخ سید علی فرشیشی خود مجھ سے کہنے لگے حالانکہ میں نے کوئی کلام بھی نہیں کیا تھا کہ دیکھو بادل گرج رہے ہیں اور موسم کتنا شاندار ہو رہا ہے۔ میں نے کہا بالکل ہو رہا ہے۔ کہنے لگے پہچانے یہ کیوں ہو رہا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ کہنے لگے کہ یہ موسم خبر دے رہا ہے کہ عنقریب اللہ سبحانہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ملک شام میں آنے والا ہے۔

آپ مجھے بتائیں کہ جس شخص کا سابقہ کوئی تعلق نہ ہو، نہ وہ ان کا مرید ہو، نہ شناسائی ہو مگر یہ کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں حضرت کی محبت کو ڈال دیا تھا۔ کیوں کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو ایمان لاتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی محبت کو ودیعت فرما دیتا ہے۔ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان بھی اسی شان کے بزرگ تھے کہ عرب کے عام لوگ بھی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ و الرضوان کی محبت میں فریفتہ تھے۔

☆☆

شیخ عبدالہادی شرلا دایک بڑی یونیورسٹی کے استاد تھے۔ وہ حضرت سے اس قدر متاثر تھے کہ وہ حضرت سے مرید ہو گئے اور حضرت نے انھیں اپنا خلیفہ بھی مقرر فرمایا۔ عرب کا ایک بہت بڑا عالم جو محقق ہو اس کا حضرت سے مرید ہو جانا یہ بہت بڑی بات ہے۔ علماء کسی سے اتنی جلدی متاثر نہیں ہوتے اور وہ بھی عرب کے اور وہ بھی محقق، یہ تو بہت دور کی کوڑی ہے۔ لیکن حضرت عظیم البرکت ایسے تھے کہ ان کو دیکھ کر بڑے بڑے محقق اپنے آپ کو ہیچ تصور کرتے تھے۔

شیخ عبدالہادی شرلا دایک روز دوپہر کے وقت وہ تشریف لائے۔ حضرت آرام فرما رہے تھے۔ شیخ ہم لوگوں سے ہی گفتگو کرنے لگے۔ وہ اپنا ایک مشاہدہ بیان کرنے لگے کہ سبحان اللہ جب میں پہلے آیا تھا تو دیکھا کہ حضرت املا فرماتے جاتے ہیں اور لوگ لکھتے جا رہے ہیں، تو میں نے ہمارا علم ہماری لائبریریوں میں موجود کتابوں اور لیپ ٹاپ میں موجود کتابوں میں ہے، حضرت کا علم اتنا وسیع ہے اور ان کا علم تمام کا تمام ان کے سینے میں ہے کہ وہ بولتے جاتے ہیں اور لوگ اس کو کاغذ پر اتارتے جاتے ہیں۔ کیا یہ وہی جھلک نہیں ہے کہ امام سرخسی نے کنویں کے اندر رہ کر "المبسوط" کی ۳۰ جلدیں املا کروا دیں۔ ایسی ہی شان کے حضور تاج الشریعہ پر تو نظر آتے تھے۔ پھر حضرت تاج الشریعہ چند لفظوں میں جو جملہ ارشاد فرما دیتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس تک عام علماء کی رسائی نہیں ہو سکے گی۔

☆☆

حضرت تاج الشریعہ سفر میں ہوں حضر میں ہوں ان کی علمی کاوش جاری رہتی تھی۔ ملکِ شام میں قیام کے دوران بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ ترجمہ نگاری اور تعریب کوئی آسان فن نہیں ہے۔ کم سے کم اس کے لیے تین امور کی رعایت تو نہایت ضروری ہے: دونوں زبانوں پر مکمل عبور حاصل ہو، محاورات دونوں کے جانتا ہو، استعمال کا طریقہ اس کو معلوم ہو؛ پھر جس فن کی کتاب تعریب یا ترجمہ کرنا چاہ رہا ہے اس فن سے بھی اُس کو شغف ہونا چاہیے، اس سے واقفیت ہونا چاہیے تا کہ اس کی اصطلاحات کا اس کو اندازہ ہو سکے۔ حضرت تاج الشریعہ کی جتنی بھی تعریب یا ترجمہ کردہ کتابیں ہیں آپ دیکھیے اور اصل سے ملا لیجیے۔ آپ کو پتا ہی نہیں چلے گا کہ یہ اصل کتاب ہے یا ترجمہ ہے۔

"المعتقد" جیسی علم کلام کی کتاب کا حضرت نے ترجمہ فرمایا۔ علامہ سیف اللہ المسلول فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ کی یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔ اس کتاب پر اعلیٰ حضرت نے "المعتمد المستند" کے نام سے حاشیہ تحریر فرمایا۔ بہت سے درسِ نظامی کے مدارس کے اندر وہ کتاب داخل ہے۔ یہاں تک کہ تخصص کے اندر بھی بہت سے مدارس میں وہ کتاب داخل ہے۔ طلباء کو مشکلات ہوتیں اور اساتذہ کرام کو بھی مشکلات ہوتیں کہ اس کی اتنی پیچیدہ عبارات کا ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ حضرت تاج الشریعہ سے عرض کی گئی کہ آپ اس کا ترجمہ فرما دیں۔ حضرت نے سری لنکا کے سفر میں اس کے ترجمہ کی ابتداء فرما دی۔ اسفار کے دوران ہی وہ کتاب چند مہینوں یا چند ہفتوں کے اندر انھوں نے پوری ترجمہ فرما دی اور اس پر گراں قدر حواشی تحریر فرمائے۔ یہاں تک کہ ان حواشی کو اگر جدا کر لیا جائے تو وہ مستقل رسالہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مجھے جب یہ بات معلوم ہوئی تو میں سن کر چونک گیا کہ سبحان اللہ جب اعلیٰ حضرت عظیم البرکت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرمین طیبین تشریف لے گئے۔ وہاں علم غیب کے متعلق سوال ہوا اور خلیل انبیٹھوی نے جو وہاں پر کیا۔ تو اعلیٰ حضرت نے اس کے جواب میں چند گھنٹوں کے اندر "الدولة المكية" تحریر فرمائی۔ آج اگر ہم "الدولة المكية" پڑھتے ہیں تو ہمیں چند گھنٹے کیا مہینے لگ جاتے ہیں اس کو پوری نہیں پڑھ سکتے۔ مگر ان کے وقت میں اس قدر برکت تھی اور اس قدر ان کا قلم تیز چلتا تھا کہ انھوں نے چند گھنٹوں کے اندر ضخیم کتاب تحریر فرمادی۔ حضور تاج الشریعہ میں بھی وہ عکسِ جمیل موجود تھا۔ "المعتقد" جیسی ضخیم کتاب اور اس کے حاشیہ "المعتمد المستند" کا اس قدر کم وقت کے اندر ترجمہ فرمادینا یہ کوئی آسان بات نہیں۔ تو کہنا پڑے گا کہ یہ جلوہ جلوۂ امام احمد رضا ہے۔

☆☆

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا ایک مشن یہ تھا کہ عالمِ عرب تک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف کو عربی میں ترجمہ کر کے پہنچایا جائے۔ حضرت نے ان کے متعدد رسائل تعریب فرمائے اور فتاویٰ رضویہ کی تعریب شروع کردی تھی۔ یہ ایک بہت بڑا مشن تھا جو حضرت کے جانے سے اب رُک گیا ہے۔ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا فرمادے گا کہ یہ مشن حضرت کا پھر جاری ہوجائے گا۔

فتاویٰ رضویہ کی تعریب جب حضرت تاج الشریعہ فرماتے تھے تو ایک ایک پیرا گراف کئی کئی لائنوں پر مشتمل سن لیتے اور فی البدیہہ ترجمہ فرمادیتے۔ جن لوگوں نے فتاویٰ رضویہ پڑھی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اس کی عبارات کس قدر پیچیدہ ہیں اور خاص طور پر پہلی چار جلدوں کی جن کی حضرت تاج الشریعہ نے تعریب فرمائی۔ ایک مرتبہ اس کی عبارات کو سن لینا پھر اس کو پورا کا پورا عربی زبان کے اندر ترجمہ کرادینا اور پھر تمام مفاہیم صحیح طور پر ادا ہوجائیں، یہ ایک کرامت سے کم نہیں ہے۔ آپ اصل کتاب اور حضرت کے ترجمہ کو ملا لیں، آپ کو اندازہ ہی نہیں ہوگا کہ یہ ترجمہ ہے اور یا حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی مستقل تصنیف ہے۔

فتاویٰ رضویہ کے چند رسائل ہم نے بھی تعریب کیے اور ایک لمبا وقت لگا ان کو تعریب کرتے ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کی لکھی عبارات وہ بھی پہلی چار جلدوں کی آسان نہیں۔ نہایت مشکل کام تھا، بہت لمبا وقت لگا، مگر جب ہم نے اپنی تعریب کو حضرت کی تعریب سے ملایا تو اپنی تعریب کو اس کا عشر عشیر بھی نہیں پایا کہ وقت اتنا صرف کیا مگر اس کے باوجود بھی اس کو اتنی پذیرائی نہیں ملی جس قدر حضرت نے جو ترجمہ فرمایا اس کو حاصل ہوئی۔

☆☆

حضرت تاج الشریعہ نے ایک رسالہ "شمول الاسلام" کی تعریب فرمائی۔ اس رسالہ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تحقیق فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء واجداد والدہ کی طرف سے بھی اور والد کی طرف سے بھی حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام تک سب کے سب موحد تھے، ایک اللہ پر ایمان رکھنے والے تھے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کو مطالعہ کا بڑا شوق تھا۔ آپ نے ایک کتاب امام جوالیقی کی دیکھی جس میں امام جوالیقی نے ایک جگہ یہ لکھا کہ آذر جو تھا وہ اسم صنم تھا، یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آذر نہیں تھا۔ اب ان کے والد کا نام کیا تھا؟ نام تارخ تھا۔ اس پر مصر کے ایک بڑے محقق شیخ احمد شاکر نے حاشیہ لگایا اور یہ لکھا کہ یہ بات غلط ہے اور آذر ہی حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے والد تھے اور یہ جو تحقیق امام جوالیقی نے کی ہے یہ پچھلی کسی تحریر سے متاثر ہوکر انھوں نے لکھا ہے یہ کوئی تحقیق نہیں ہے۔

حضرت تاج الشریعہ نے جب یہ کتاب پڑھی اور دیکھا کہ یہ بات بالکل اہلِ سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ فوراً آپ نے ایک رسالہ "تحقیق أن أبا سیدنا إبراهيم (تارخ لا آزر)" تحریر فرمادیا۔ اس رسالہ میں تحقیق فرمائی کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے والد تارخ تھے آذر نہیں ہیں اور یہی صحیح ہے۔ اس کو حضور تاج الشریعہ نے صحیح حدیث سے ثابت فرمایا۔

اس رسالہ پر ہند اور بلادِ عرب کے تقریباً آٹھ علماء کی تقاریظ ہیں۔ شیخ مکی نے جو تقریظ تحریر فرمائی اس میں لکھا کہ اس رسالہ میں ایسی تحقیق پنہاں ہے جس کی طلباء کو بھی حاجت ہے اور علماء کو بھی حاجت ہے۔ وہ تحقیق ہم نے اس رسالہ میں پائی جو چھپی تھی اور جس کا انکشاف حضرت تاج الشریعہ نے کیا۔

حضرت تاج الشریعہ کی اس کاوش کی ابتداء میں حضور محدثِ کبیر نے دونوں رسالوں کا خلاصہ لکھا۔ اس میں یہ فرمایا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "شمول الاسلام" کے اندر یہ ثابت فرمادیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء کرام تمام کے تمام موحد تھے۔ پھر فرماتے ہیں کہ دیکھو کسی بچے کے سامنے اس کے والد کو اگر برا کہا جائے تو یقیناً اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے آباء کرام پر وہ بھی گناہ کا نہیں بلکہ کفر کا فتویٰ لگا کر کس قدر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو تم لوگ اذیت پہنچاتے ہو۔ پھر فرمایا کہ اس میں جو تحقیق شیخ احمد شاکر نے کی ہے اور صحیح احادیث کو ردّ کردیا اور اس کے مقابل اپنے ادعا پر نہایت کمزور دلیلیں پیش کیں یہاں تک کہ بات مجادلہ اور مکابرہ تک پہنچ جاتی ہے اس لیے جو تاج الشریعہ نے تحقیق فرمائی وہی صحیح ہے اور وہی اہل سنت کے عقیدہ کا نچوڑ ہے۔

☆☆

عربی زبان میں کتاب "الصحابة نجوم الاهتداء" تحریر فرمائی جس کا موضوع ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام صحابہ نجومِ ہدایت ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ستاروں سے تشبیہ دی ہے کہ ان میں سے کسی ایک کا بھی دامن تھام لوگے تو ہدایت پا جاؤ گے۔ اس رسالہ کی تصنیف کی وجہ یہ بنی کہ حضور تاج الشریعہ جب مصر تشریف لے گئے تو وہاں پر بڑے محققین کا موقف تھا کہ یہ حدیث ایک ضعیف حدیث ہے، موضوع حدیث ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے فرمایا کہ نہیں، پوری امُت اس حدیث کو تلقی بلقبول کا درجہ دے چکی ہے، سب نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا ہے اور تلقی بلقبول خود اعلیٰ درجہ کی صحت کی علامت ہے۔ ایسی

تحقیق حضور تاج الشریعہ نے اس کتاب میں فرمائی کہ اس کے بعد انسان یہی کہہ سکتا ہے کہ **لا عطر بعد العروس**۔

☆☆

نام نہاد اہل حدیث رغیر مقلد احسان الٰہی ظہیر نے عربی زبان میں ''البریلویہ'' نامی کتاب کے ذریعے دنیائے عرب میں بریلویوں کو ایک فرقہ کے طور پر روشناس کرانے کی کوشش کی اور عطیہ سالم نے اس پر مقدمہ تحریر کیا جس میں بے جا تعریفیں کیں۔ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے عربی زبان میں ہی پوری ایک کتاب ''مراۃ النجدیہ'' لکھ کر اس کا تعاقب کیا۔ آپ کی یہ کتاب عرب سے چھپی۔

☆☆

''منیر العین'' اعلیٰ حضرت کی ایک کتاب ہے جس میں انگوٹھے چومنے سے متعلق سوال کا جواب ہے۔ اسی میں اعلیٰ حضرت نے ایک ضمنی رسالہ ''الھادی الکاف فی حکم الضعاف'' لکھا۔ اس ضمنی رسالہ میں اعلیٰ حضرت نے تفصیلی بحث فرمائی کہ احادیثِ ضعیفہ کب قبول کی جائیں گی اور کب قبول نہیں کی جائیں گی۔

اس ضمنی رسالہ کی تعریب حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ الرضوان نے فرمائی اور اس پر گراں قدر حواشی بھی تحریر فرمائے۔ حضرت تاج الشریعہ جب ملکِ شام سے واپس تشریف لے جا رہے تھے تو مجھے تین کتابیں ''القوارع القھار''، ''الامن والعلیٰ'' اور ''الھادی الکاف'' عطا فرمائیں کہ یہ اپنے والد صاحب (مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی) کو دے دینا اور ان پر دستخط بھی فرمائے۔ یہ تینوں رسائل حضرت نئی تعریب کر کے لائے تھے۔ میں نے مطالعہ شروع کیا کہ ابھی سرسری مطالعہ کرلوں گا اور بعد میں تفصیلی پڑھوں گا۔ میں نے ''الھادی الکاف'' سرسری مطالعہ کیا اور پھر اس کو رکھ دیا۔

ہمارے شامی اساتذہ کرام جب ہم کو پڑھاتے تھے تو یہ بھی بتاتے تھے کہ فلاں فن کی فلاں کتاب لو اس کا مطالعہ کرو بہت اچھی کتاب ہے۔ ہم لوگ کتاب کا نام لکھ لیتے اور پھر جا کر بازار سے خرید لیتے تھے۔ ایک استاد جو ہم کو علمِ حدیث پڑھاتے تھے انھوں نے بتایا کہ ایک عبدالحئی لکھنوی ہیں جن کا تحقیق کے میدان میں بہت بڑا نام ہے۔ اعلیٰ حضرت کے معاصر بھی تھے۔ اعلیٰ حضرت نے ان کی بعض تحقیقات کا رد بھی فرمایا ہے۔ بہر حال وہ سنی تھے اور بہت علمی شخصیت تھے۔ تو استاد نے حدیث شریف کے موضوع پر شیخ عبدالحی لکھنوی ایک کتاب کا نام بتایا اور فرمایا کہ اسے خرید لو علم حدیث کے حوالہ سے بہترین کتاب ہے۔ سفر کا وقت بہت قریب تھا بہر حال وہ کتاب خریدی اور اپنے ساتھ رکھ لی۔ دمشق سے پاکستان کے سفر میں اس کو پڑھا تو اس کے اندر ایک جگہ لکھا تھا کہ حدیثِ ضعیف پر عمل کرنے کے لیے کچھ شرائط ہیں۔ مجھے یہ پڑھ کر حیرت ہوئی کیوں کہ جب محدثین بالخصوص امام نووی یہ تحقیق فرما چکے کہ فضائلِ اعمال میں بغیر کسی شرط کے حدیثِ ضعیف پر عمل کیا جائے گا۔ پھر یہ شرطیں کہاں سے آگئیں۔ بہر حال میں نے وہ کتاب بند کی اور رکھ دی۔

پھر مجھے یاد آیا کہ اس کی تحقیق تاج الشریعہ نے ''الھادی الکاف'' میں فرمائی ہے جو میں نے دیکھی تھی۔ میں نے ''الھادی الکاف'' پڑھنا شروع کی تو اس قدر متاثر ہوا کہ میرے مکتبہ میں شیخ عبدالحئی لکھنوی کی اس کتاب پر دورانِ مطالعہ جہاں نشان لگا تھا آج بھی وہیں بند ہے۔ پھر اعلیٰ حضرت سے ہمارا جو تعارف ہوا تو اب اتنے سال ہوگئے بس اعلیٰ حضرت کو پڑھ رہے ہیں۔ انشاء اللہ شیخ عبدالحئی لکھنوی کی اس کتاب کو بھی پڑھیں گے مگر ہم اعلیٰ حضرت اور حضرت تاج الشریعہ کی تحقیق سے اس قدر متاثر ہوئے کہ جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرما دی اب دوسری تحقیق اس کے سامنے اس حیثیت کی معلوم نہیں ہوتی ہے۔

☆☆

تصویر اور ڈیجیٹل تصویر کے معاملہ میں حضرت تاج الشریعہ بہت سخت تھے۔ پاکستان اور ہند میں جہاں ان کا بس چلتا اُس کو تو روکتے ہی مگر آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ عالمِ عرب میں بھی کوئی آپ کی تصویر نہیں لیتا تھا۔ حضرت جہاں جاتے یہ اعلان حضرت کی طرف سے کر دیا جاتا کہ تصویر حرام ہے تصویر نہیں کھینچی جائے گی۔ یہاں تک کہ جامعۃ الازہر میں بھی جب تشریف لے گئے، بڑے بڑے دکاترا وہاں موجود تھے مگر بورڈ لگا ہوا تھا کہ ''ممنوع التصویر'' (تصویر نہیں کھینچیں)۔

حضرت کی ملکِ شام میں موجودگی کے دوران ہم نے دیکھا کہ حضرت تاج الشریعہ کے زمانۂ طالب علمی کے ایک ساتھی شیخ ہشام الدین برہانی جو دمشق کے رہنے والے تھے انھوں نے ایک روز غالباً عشاء کے بعد اپنی مسجد میں ایک پروگرام رکھا اور حضرت کو مدعو کیا۔ ہم پہلے ہی پہنچ گئے کہ وہ مقام ہمارے معہد سے زیادہ قریب تھا۔ جب حضرت تشریف لائے تو جیسے ہی عوام نے حضرت کو دیکھا تو ٹوٹ پڑی۔ وہی منظر ہماری نظروں کے سامنے آگیا جو پاک و ہند میں حضرت کی آمد پر ہوا کرتا تھا۔ ایسا ہم نے کسی عرب شیخ کی موجودگی میں بھی نہیں دیکھا تھا کہ بڑے سے بڑے شیخ آئے ہوں اور اس قدر ہجوم ہوا ہو۔ دھکا ایک دوسرے کو دے رہے ہیں۔ بہر حال کسی طریقے سے حضرت اندر تشریف لے گئے۔

حضرت جب اندر تشریف لے گئے تو لوگوں نے تصویر لینے کے لیے اپنے موبائل نکال لیے۔ فوراً حضرت کی طرف سے اعلان ہوگیا کہ حضرت تصویر کو حرام فرماتے ہیں، تصویر نہ کھینچیں۔ حضرت کی بات پر عمل ہوا، لوگوں نے تصویر کشی بند کردی۔ پھر حضرت جب واپس تشریف لے گئے تو پھر وہی اژدہام تھا کہ حضرت بڑی مشکل سے اپنے کار تک پہنچے۔ لوگ ہاتھ لگا لگا کر چوم رہے تھے۔ ایسا ہم نے عرب شیخوں کے ساتھ بھی وہاں کی عوام کو کرتے نہیں دیکھا تھا۔ حضرت کی مقبولیت کچھ ایسی تھی کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو حضرت کی طرف پھیر دیا تھا۔

☆☆

حضرت تاج الشریعہ جب ایک مرتبہ ابوظہبی گئے تو وہاں یمن کے بہت بڑے شیخ حبیب علی جفری نے ایک بہت اچھا جلسہ منعقد کیا۔ اس جلسہ میں ابوظہبی کے اوقاف کے بہت سے علماء کو بلایا گیا۔ حضرت جب جلسہ

گاہ میں تشریف لائے تو شیخ حبیب علی جفری نے فوراً اعلان کر دیا کہ حضرت کی تصویر کوئی نہیں لے گا حضرت تصویر کو حرام فرماتے ہیں۔ پھر نہایت عاجزی وانکساری سے حضرت تاج الشریعہ سے عرض کی کہ جو مشائخ وعلماء یہاں آئے ہوئے ہیں وہ کچھ سوالات کے جوابات لینا چاہتے ہیں، آپ ان کے سوالات کے جوابات عطا فرمائیں۔ تو حضرت نے فی البدیہہ ان کے پیچیدہ سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔

پھر اس کے بعد انھوں نے کہا کہ حضرت ان کو اجازتِ حدیث بھی عطا فرمائیں۔ تو حضرت اُٹھے، اپنا موزہ اتارا اور وضو تازہ کرنے کے لیے کمرے میں تشریف لے گئے۔ وضو تازہ کر کے جب تشریف لائے تو حضرت نے ان علماء کو اجازات عطا فرمائیں۔ پھر جانے کا جب وقت ہوا اور حضرت نے وہ موزہ پہننا چاہا تو حبیب علی جفری خود حضرت کے قدموں میں بیٹھ گئے اور موزہ پہنانے لگے۔ حضرت بارہا منع کرتے رہے کہ آپ ایک سید زادے ہیں اور آپ ایک عالم ہیں آپ یہ کام نہیں کریں مگر وہ اس کو شرف سمجھ رہے تھے کہ حضرت کی ہم کچھ خدمت تو کر رہے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے انھوں نے حضرت کو موزہ پہنایا۔

جب حضرت کا وصال ہوا تو شیخ سید حبیب علی جفری نے تعزیت کے لیے جو کلمات لکھے وہ بھی پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ شائع ہوئے ہیں۔ آپ اس کو پڑھیں تو محظوظ ہوں گے۔ تو حضرت عام علماء کے درمیان ہی معروف نہیں تھے، عرب کی عظیم، مانی ہوئی، چوٹی کی شخصیات اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے اس سچے وارث سے متاثر تھیں۔

☆☆

عرب کے ایک مشہور مصنف مصر کے شیخ خالد ثابت نے اعلیٰ حضرت کے تعلق سے ایک کتاب ''انصاف الامام'' لکھی۔ اُس کے بالکل آخر میں وہ لکھتے ہیں کہ اب تو تصویر کا معاملہ ایسا ہو گیا ایسی ضروریات میں ہو گیا کہ جیسے لوگ پانی اور ہوا کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، اسی طرح آج تصویر اور ویڈیو گرافی کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ جب میں نے حضرت تاج الشریعہ کے طرزِ عمل کو دیکھا تو میں نے کہا سبحان اللہ حضرت تاج الشریعہ اس دور میں بھی تصویر کشی سے اتنا پرہیز کرتے ہیں۔ وہ یہ لکھتے ہیں کہ حتیٰ کہ حضرت کے معتقدین اور محبین بھی اس سے پرہیز کرتے ہیں، یہاں تک کہ محبین اور معتقدین کے پاس حضرت کا کوئی فوٹو نہیں ہے۔

شیخ خالد ثابت مزید لکھتے ہیں کہ جب مصر میں ۱۹۶۰ء کی دہائی میں ٹی وی آیا تو ایک فاضل نے مجھ سے کہا کہ دیکھو میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ میں اپنے بچوں اور بیوی کو سینما میں ساتھ لے کر جاؤں گا۔ مگر جب سے یہ ٹی وی آیا ہر ایک گھر میں سینما کھل گیا ہے۔

شیخ خالد ثابت لکھتے ہیں کہ جب میں نے حضرت تاج الشریعہ کی اس بات پر کہ وہ تصویر کو حرام کہتے ہیں غور کیا تو میں کہنے پر مجبور ہو گیا کہ اگر آج سارے کے سارے لوگ حضرت تاج الشریعہ کی بات مان لیتے تو کتنے مفاسد ایسے ہی ختم ہو جائیں، ہمارے اوپر جو حملہ کیا جا رہا ہے غیر مسلموں کی جانب سے کتنا وہ اسی میڈیا کے ذریعے آتے ہیں، یہ سب یونہی ختم ہو جائیں، یونہی فنا ہو جائیں۔

مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ شیخ ثابت خالد نے لکھا کہ حضرت کے محبین بھی اس سے پرہیز کرتے ہیں اور حضرت کے محبین کے پاس حضرت کا کوئی فوٹو نہیں ہے۔ کیا آج بھی وہ یہ بات کہہ سکتے ہیں؟ سوچیں ذرا۔ ہم حضرت کی تعلیمات پر اس قدر عمل کر رہے ہیں؟ کیا آج بھی شیخ خالد ثابت کہنا چاہیں کہ حضرت کے محبین میں سے کوئی بھی فوٹو نہیں کھنچواتا تو کہہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ اس لیے ہم لوگوں کو خود محاسبہ کرنا ہے کہ ہم حضرت کی تعلیمات پر کس قدر عمل پیرا ہیں۔

حضرت نے اس مسئلہ کو اس قدر واشگاف کر دیا کہ پوری ایک کتاب ''ٹی وی، ویڈیو کا آپریشن'' کے نام سے تحریر فرما دی۔ اس کتاب میں اکابرین یہاں تک کہ مارہرہ مطہرہ کے بزرگوں کی تصدیقات موجود ہیں۔ سائنسی ٹیکنالوجی سے بھی واضح فرما دیا کہ دیکھو جو اسکرین پر نظر آنے والی تصویر ہے وہ حقیقت میں تصویر ہی ہے۔ بہت سے لوگوں نے اس کو عکس کا نام دیا۔ کیا وہ آئینہ میں چھپنے والا عکس ہے؟ کیا وہ پانی میں دکھنے والا عکس ہے؟ ہرگز نہیں۔ اُس میں انسان کو کوئی دخل نہیں ہے۔ مگر اسکرین پر فوٹو نظر آنے کے لیے سب سے پہلے انسان کا اس کے اندر دخل ہے۔ تو اس پر قیاس کرنا ہی قیاس ما الفارق ہے۔ حضرت نے اس قدر شاندار اس کے اندر تحقیق فرمائی کہ یہ ڈیجیٹل تصویر تصویر ہی ہے۔ ہم اپنے عام محاورات میں اُسے تصویر کہتے ہیں۔

یہاں پر فقہائے کرام کے اقوال میں بعض نے دیکھ لیا کہ اگر تصویر موضع اہانت پر ہو تو اس میں کراہت نہیں۔ پیر کی جگہ پر اگر تصویر ہے موضع کراہت میں ہے تو اس میں کوئی مسئلہ نہیں۔ ان کو یہاں سے یہ شبہہ پیدا ہوا کہ اور وہ یہ فرق نہیں کر سکے کہ تصویر کو موضع اہانت پر رکھنا اور بات ہے اور تصویر کشی کرنا اور بات ہے۔ تصویر کشی کرنے کی کوئی فقیہ اجازت نہیں دیتا کسی بھی فقہ کا کوئی بھی فقیہ اجازت نہیں دیتا۔ تو یہ من کی پیروی ہے، شریعت کی پیروی نہیں ہے۔

حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تصویر کشی کے شدید خلاف تھے۔ مگر آج یہ دور آ گیا کہ جو تصویر کشی سے روکتا ہے وہی موردِ الزام ٹھہرتا ہے۔ اُسی کو لوگ طعنہ زنی کرتے ہیں، طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اپنے فقہی سیمینار کے خطبۂ صدارت میں جتنے بھی سیمینار ہوئے سب میں یہ بات لکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ یہاں پر جو علماء جمع ہوئے مسئلہ کی تحقیق و تمیز کے لیے کہ صحیح حکم تک ہم پہنچ سکیں، جدال مقابرہ مقصود نہیں ہے، اگر حق واضح ہو جائے اس کی رائے کے خلاف تو اس کو چاہیے کہ وہ رجوع کر لے اور اسے باعثِ عار نہ سمجھے، شرف واعزاز سمجھے۔

اعلیٰ حضرت کا میں ایک فتویٰ پڑھ رہا تھا فرماتے ہیں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تصویر اگرچہ ہاتھ سے بنائی ہو، یا عکسی ہو، یا دستی ہو، کسی طرح ہو وہ محض حرام ہے۔ جب اتنا صاف اور واضح فرما دیا تو اب کون سی بات پوشیدہ رہ جاتی ہے۔ اگر

انسان نہیں مانے گا تو یہ تعصب شدید ہے۔اسی لیے جو حضرت تاج الشریعہ نے فرمادیا کہ جب حق واضح ہوجائے پھر بھی اس پراڑے رہنا، یہ باعث عار ہے اور رجوع کرنے کو وہ باعث عار نہ سمجھے بلکہ باعث عزت و شرف سمجھے۔ہم کو اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

☆☆

حضرت (تاج الشریعہ) عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کتاب ''جدید ذرائع ابلاغ سے رویتِ ہلال کا ثبوت'' لکھی۔

اس مسئلہ پر تقریباً آج سے ۳۵، ۳۷ سال پہلے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں حضرت رئیس التحریر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان کی طرف سے ایک سیمینار منعقد ہوا جس میں بڑے بڑے چوٹی کے علماء شامل ہوئے، حضرت تاج الشریعہ بھی تشریف لے گئے، خواجۂ علم وفن بھی تھے، مفتی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ بھی تھے، عاشق الرحمٰن حبیبی علیہ الرحمہ بھی تھے، مفتی مطیع الرحمٰن اور خود مفتی نظام الدین صاحب بھی تھے۔اس وقت یہ تحقیق ہوئی اور قرار پایا کہ جدید ذرائع ابلاغ سے رویتِ ہلال کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔یعنی انسان اگر کسی دوسرے شہر میں ہے وہاں اس نے چاند دیکھا اور دوسرے شہر کو اگر فون پر گواہی دے گا تو وہ گواہی معتبر نہیں مانی جائے گی۔اس سیمینار میں اسی بات پر اتفاق ہوا۔

پھر ۲۰۰۵ء میں خود حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ایک سیمینار بریلی میں منعقد کروایا۔اُس کے اندر بھی یہی فیصلہ ہوا۔پھر اس کے بعد مزید توضیح کے لیے غالباً ۲۰۰۷ء میں حضرت تاج الشریعہ نے ایک مقالہ تحریر فرمایا جو سہ ماہی امجدیہ میں چھپا۔اس کے بعد حضور تاج الشریعہ نے اس مقالہ کو مزید طول دیا اور ۲۰۱۳ء میں ایک رسالہ کی صورت میں وہ شائع ہوا۔اُس میں حضرت نے یہی تحقیق فرمائی کہ ایک شہر میں رویت کی گواہی جب دوسرے شہر جائے تو جب تک موجب شرع نہ ہو اس وقت تک وہ لائق اعتبار نہیں۔

اعلیٰ حضرت نے تو اس پر بہت کلام فرمایا ہے۔اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں کہ ٹیلی گراف اس معاملہ میں معتبر نہیں ہے کہ شریعت نے فرمایا ہے گواہی دار القضاء میں ہوگی، روبرو ہونا اس کے لیے شرط ہے، آمنے سامنے ہونا اس کے لیے شرط ہے۔مگر جو فون پر گواہی دی جارہی ہے اس کے اندر ملاقات کدھر ہے؟ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ محض خبر ثبوت کے لیے کافی نہیں ہے، اتصال شرط ہے۔من جملہ شرائط میں سے اتصال بھی ایک شرط ہے۔یعنی شرط یہ ہے کہ وہ شخص سامنے موجود ہونا چاہیے تب اس کی گواہی معتبر ہوگی۔دور کیا ہے، کون ہے، کیا معلوم۔فرماتے ہیں کہ اسی لیے امام بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان نے راوی سے مروی عنہ کی ملاقات کو شرط قرار دیا کہ کم سے کم ایک مرتبہ اس کی لقا ثابت ہو، تب جا کر اس کا اتصال مانا جائے گا، ورنہ نہیں مانا جائے گا۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے جتنی کتابیں تصنیف فرمائیں، ایک ایک کتاب پورا ایک ایک عنوان ہے۔اللہ تعالیٰ سبحانہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔وآخر الدعوانا عن الحمدللہ رب العالمین۔

☆☆

☆☆☆

منقبتِ تاج الشریعہ

(مولانا سید نثار احمد اختر القادری)

اخترِ چرخِ ولایت آپ ہیں
شاہدِ برجِ سعادت آپ ہیں

صورت و سیرت، شریعت کا بیاں
منبعِ رشد و ہدایت آپ ہیں

راہِ عرفانِ خدا کے سائلو!
طالبِ حق کی ضرورت آپ ہیں

بہرِ جیلانی و نوری، حامدی
جانشینِ اعلیٰ حضرت آپ ہیں

فتویٰ و تقویٰ ہے جن کا دیدنی
حق ہے، وہ تاجِ شریعت آپ ہیں

آپ کے دامن سے وابستہ ہے جو
خوف کیا اس کو، سلامت آپ ہیں

دیکھئے جوں جوں، طلب اتنی بڑھے
تا قدم از سر کرامت آپ ہیں

اللہ اللہ اختر نوری ہیں آپ
اُن کی اک زندہ کرامت آپ ہیں

چہرۂ مرشد مسلسل دیکھئے
رب کی قدرت کی علامت آپ ہیں

دین و دنیا میں نثار اختر تری
کامیابی کی ضمانت آپ ہیں